وہ جب مجبوراً باہر نکلتی بھی ہے تو شرم و حیا کے مارے نگاہ نیچے رکھتی اور دب دب کر چلتی ہے۔ یہ نہیں کہ مال روڈ، شاہراہوں اور مجالس و محافل کلبوں اور تھیٹروں میں تھرک تھرک کر اور ننگی ہو ہو کر شرافت و اخلاق کی مٹی پلید کرتی رہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے تو ایسے باریک لباس پہننے پر بھی اسے لعنت کا مستحق قرار دیا جس سے نظریں بازہوں یا جس سے محاسن کی نمائش ہوتی ہو۔ اسکا اسلام اسے گھر کی زینت اولاد کی پرورش کرنیوالی معصوم ماں اور رونق خانہ بنانا چاہتا ہے۔ مگر وہ نئی تہذیب کی مصنوعی چمک دمک سے مرعوب ہو کر عظمت و عزت و عصمت و عفت کے پاکیزہ آبگینے توڑ دیتی ہے۔ اور چند روزہ آزادی و مسرت کے نام پر بالآخر غلاظت و تعفن کا ایک چھیچھڑا بن کر رہ جاتی ہے۔ جسکے مسموم اثرات سے موجودہ اور آئیوالی نسلیں برابر متاثر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ محمد علی کلے نے فحاشی اور بے حیائی کے گڑھ یورپ میں بیٹھ کر اپنی مطلقہ کو ہزارہا ڈالر سالانہ ادا کرنے کا بارگراں اٹھا کر اپنی بیوی سے چھٹکارا پایا اور بقول ایک معاصر اپنی جسمانی قوت کا جیسا زبردست مظاہرہ اس نے دنیا کے سامنے کیا اور سربلند رہا ویسا ہی زبردست مظاہرہ کردار و اصول کی پختگی کا بھی اس نے کیا ۔۔۔ کاش! تہذیب و فیشن کے دلدادہ روایتی اور موروثی مسلمان اس نو مسلم کے کیریکٹر سے اثر لیں اور نمائش حسن و زیبائش پر مٹنے والی عورتیں شرم و آبرو حیا و عفت کے زیور سے آراستہ ہوں ۔۔۔

اس سال حج کی نئی پالیسی کے تحت اس اہم فریضۂ عبادت پر جو پابندیاں لگائی گئی ہیں، افسوس کہ ملک کے دیگر سنجیدہ حلقوں کی طرح ہم بھی اس عاجلانہ فیصلہ کو نہیں سراہ سکتے۔ بلاشبہ ملک کا دفاع وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اس کیلئے ہر قسم کے وسائل و اسباب کی فراہمی اور غیر ضروری مصارف پر کنٹرول لازمی امر ہے مگر جس قوم کو محض اللہ کی نصرت اور اس کے دین کے نام پر فتحمندی و کامرانی نصیب ہوئی اور گویا جس ملک کا وجود ہی دینی اور روحانی اقتدار کا رہین منت ہے اس ملک کے سرفروش باشندوں کے حج جیسے اہم فریضہ میں اتنی حوصلہ شکنی ہرگز قابل تحسین نہیں ہو سکتی۔ اگر حالات کی نزاکت کے باوجود خاندانی منصوبہ بندی اور دیگر غیر مفید منصوبوں پر کروڑوں روپے صرف کئے جا رہے ہیں، لاکھوں روپے کی شراب کی درآمد اور عام خرید و فروخت پر پابندی نہیں لگائی جاتی اشیاء تعیش کی درآمد کو ممنوع نہیں قرار دیا جا رہا تو کیا وجہ ہے کہ صرف ارکان اسلام کے اہم اور مقدس ستون فریضۂ حج پر گرے اور حج کے کوٹہ کی مقدار پندرہ، بیس ہزار سے دو، اڑھائی ہزار تک گھٹا دی جائے ۔۔۔ جس رب کریم نے ایک کمزور و بیکس قوم کی ۶ ستمبر سے ۲۳ ستمبر تک ہر طرح دستگیری کی۔ وہ یقیناً اپنے غیبی خزانہ سے ہمارے زر مبادلہ اور دفاع کی ضرورتوں کو بھی پورا کر سکتا ہے۔ کیا اس قوم نے پچھلے دنوں گنہگار آنکھوں سے غیبی نصرت کا مشاہدہ نہیں کیا پھر کیوں ہم زیادہ سے زیادہ افراد کو اس رب کریم کے در کی چوکھٹ تک پہنچنے کا موقعہ نہ دیں جو خانہ کعبہ کے پردوں کو تھام کر گڑگڑائیں اور ہماری مزید کامیابی و کامرانی کی دعا مانگیں کہ وہی ہمارا اول و آخر حامی و نگہبان ہے۔ یہیں خدا نے حج کی شکل میں ایک عالمی بین الاقوامی اجتماع میں اپنے موقف کی تبلیغ کا موقعہ دیا ہے کیا ہم اس پالیسی سے اس فرصت غنیمت کو گنوا کر اسلام کی عالمی برادری میں اپنی رسوائی کا سامان تو فراہم نہیں کر رہے ہیں؟ ہماری مخلصانہ گذارش ہے کہ اب جب حالات امن و صلح کا رخ اختیار کر چکے ہیں، تو اب بھی وقت ہے کہ اس پالیسی پر نظر ثانی ہو اور اگر کھلی اجازت نہ ہو تو کم از کم سالہائے گذشتہ کے برابر حجاج کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کا موقعہ ضرور دینا چاہیئے ۔۔۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۔۔۔ سمیع الحق